امتیاز احمد وریاہ* ڈاکٹر ثاقب ریاض**

اُردو صحافت میں املا کے مسائل: ایک تحقیقی جائزہ

Abstract: *Urdu journalism has not only played a significant role in the independence movement of the sub-continent but also played a very vital role in spreading information and education in Pakistani society during the last 70 years. Urdu journalism had a strong relationship with Urdu literature because most of the journalists of earlier times were writers and poets. Therefore the newspapers were having a high standard of language and grammar. But gradually, the standard of Urdu newspapers started to deteriorate with the passage of time. Today it has become more and more worsened. Now, journalists and literary people have separated their paths which resulted into decline in the standard of the language. This paper attempts to investigate the linguistic errors and grammar mistakes in Urdu newspapers of the modern times. The results indicate that the most of the top Urdu newspapers are publishing a significant number of news stories with language errors and grammatical mistakes resulting into decline of the journalistic standard of today's Urdu newspapers. There is a great need for the Urdu newspapers to focus on professional training of journalists to improve their language skills. Journalists should also develop habit to read Urdu literature to improve their wring skills.*

اردو صحافت آج ایک ایسے دوراہے پر کھڑی ہے، جہاں اس کو مختلف مسائل اور چیلنجز درپیش ہیں۔ عالمگیریت کے جلو میں انگریزی زبان کی اجارہ داری نے ترقی پذیر ممالک کی دوسری زبانوں کی طرح اردو زبان کی بقا کے حوالے سے بھی سوال کھڑے کر دیے ہیں۔ آج اردو صحافت میں زبان و بیان کے توڑ پھوڑ کا سلسلہ بلاروک ٹوک جاری ہے اور انگریزی آمیز اردو دھڑلے سے لکھی اور بولی جارہی ہے۔ خالص اردو کے بجائے ذرائع ابلاغ کے ذریعے "اُردش" کو رواج دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اردو اور انگریزی زبانوں کا ملغوبہ ہمارے ذرائع ابلاغ کی شناخت بن چکا ہے۔ اردو صحافت اس لحاظ سے خوش قسمت رہی ہے کہ اس نے اردو ادب کی کوکھ سے جنم لیا تھا۔ برصغیر میں شجرِ صحافت کی آبیاری کرنے والے اپنے وقت کے اعلیٰ پائے کے ادیب اور شاعر تھے۔ کم و بیش کوئی ایک صدی تک اردو صحافت پر مسجع و مقفیٰ نثر اور دہلی اور لکھنؤ کی معیاری زبان کا غلبہ رہا تھا لیکن پھر یہ قربتیں وقت کے ساتھ دوریوں میں بدلنا شروع ہو گئیں اور آج نوبت بہ ایں جا رسید کہ اردو کے نقاد اردو صحافت ہی کو زبان کے بگاڑ کا سب سے بڑا سبب قرار دیتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ

* ایسوسی ایٹ ایڈیٹر العربیہ ڈاٹ نیٹ اردو

** ایسوسی ایٹ پروفیسر و صدر شعبہ ابلاغ عامہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

زبان وبیان کے بگاڑ اور املا کی بے شمار اغلاط کی وجہ سے زبان ہی نہیں ذہن بھی بگڑ چکا ہے۔ اردو صحافت میں اس رجحان نے جہاں صحافیوں کی صلاحیت کار پر سوالیہ نشان لگا دیے ہیں، وہیں اردو زبان کی بقا کے حوالے سے کچھ سنجیدہ سوالات نے بھی جنم لیا ہے جو گہرے غور وفکر کے متقاضی ہیں۔ اس تحقیقی مطالعے میں ان ہی مسائل اور سوالات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

اردو بطور صحافتی زبان

انیسویں صدی کے پہلے ربع میں انگریزی، اردو، ہندی اور بنگلہ زبانوں میں متعدد اخباروں کی اشاعت شروع ہو چکی تھی۔ انگریزی برطانوی استعمار کے نئے حکمرانوں کی اپنی زبان تھی۔ چنانچہ انھوں نے اس کی ترویج واشاعت کے لیے اقدامات کیے اور رعایا کی زبان اردو کو بھی سیکھنے کی کوشش کی۔ اس مقصد کے لیے کلکتہ (اب کولکتہ) میں فورٹ ولیم کالج اور دہلی میں اردو کالج قائم کیا گیا۔ انگریزی زبان میں شائع ہونے والے اخبارات ہندوستانی عوام کے مسائل اور مشکلات انگریز حکومت تک پہنچانے کا بڑا ذریعہ تھے۔ اس طرح ان کے ذریعے بدیسی حکمرانوں کو برصغیر میں انگریزی تہذیب وتمدن کو پھیلانے اور عیسائی مذہب کی تبلیغ وتشہیر میں بھی مدد ملی۔ اردو اخبارات کے ذریعے اردو زبان وادب کو فروغ ملا اور یہ جلد ہی عوام کے ذریعہ اظہار کی زبان بن گئی۔ صحافت کی بدولت بلند پایہ ادب تخلیق ہوا۔ اردو نثر اور شاعری کو فروغ حاصل ہوا اور اردو صحافت نے صدیوں کا فاصلہ برسوں میں سمیٹتے ہوئے اردو کو ذریعہ اظہار اور ابلاغ کی ایک توانا زبان بنا دیا تھا۔ ۱؎

انیسویں صدی کے نصف دوم میں شائع ہونے والے اخبارات میں مسجع اور مقفیٰ عبارت لکھنے کا رواج عام تھا۔ اس کی ایک مثال لکھنؤ سے منشی نول کشور کے زیر ادارت شائع ہونے والا اودھ اخبار ہے۔ بیسویں صدی کے اوائل میں سیاسی اتھل پتھل جاری تھی اور اس کے اثرات صحافت پر پڑنا ناگزیر تھے۔ اس دور میں صحافت نے نیا رخ اختیار کیا اور مدیران اور لکھاریوں نے مرصع عبارت آرائی کے ساتھ سلاست اور روانی کو اپنا شعار بنایا تاکہ عام لوگوں تک ان کی بات پہنچ سکے اور وہ بخوبی اس کو سمجھ سکیں، مگر اس کے باوجود اردو املا اور قواعد کا خیال رکھا جاتا تھا اور جہاں کہیں املا کی اغلاط اخبارات وجرائد میں نظر آتیں، قارئین بھی خطوط لکھ کر ان کی نشان دہی کیا کرتے تھے اور مدیروں کی توجہ اس جانب دلاتے تھے۔ اس کا اندازہ مولانا شبلی نعمانی کو لکھے گئے ایک خط سے کیا جا سکتا ہے۔ مولانا علی گڑھ کالج کے جریدے کے مدیر رہے تھے۔ انھیں ایک قاری نے خط لکھا۔ اس میں الفاظ واملا اغلاط کی نشان دہی کی تھی اور اس بات پر سخت افسوس کا اظہار کیا تھا کہ نااہلوں کی وجہ سے اردو زبان بگڑی چلی جاتی ہے۔ ۲

قیام پاکستان کے بعد کے ابتدائی برسوں میں شائع ہونے والے اخبارات میں املا حتیٰ کہ رموز واوقاف کا بھی خیال رکھا جاتا تھا۔ پھر جیسے جیسے عربی اور فارسی جاننے، پڑھنے اور لکھنے والے کم ہوتے گئے، اردو صحافت بھی زبان وبیان کے اعتبار سے روبہ زوال ہوتی گئی۔ اس عرصے کے دوران میں اردو محققین اور اخبارات کے مدیروں سے سب سے بڑی غلطی یہ ہوئی کہ وہ املا کے اصولوں پر متفق ہوئے

اور نہ انھوں نے ایسے اصول مرتب کیے کہ جن کی صحافی پاسداری کرتے ہوئے درست املا لکھتے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ایک قاری کو ایک ہی اخبار میں الفاظ وتراکیب کا مختلف املا پڑھنے کو ملتا ہے۔ روز مرہ اور محاورے کا خیال نہیں رکھا جاتا ہے۔ خبروں، تحریروں، اداریوں ،کالموں اور مضامین میں انگریزی الفاظ کی آمیزش عام ہے۔ جن الفاظ کے مترادفات مستعمل ہیں، انھیں بھی انگریزی میں لکھا جارہا ہے۔ انگریزی زبان کے نئے نئے الفاظ اور تراکیب کو اردو میں ڈھالنے سے پہلو تہی کی جاتی ہے۔ اگر کوئی صحافی اپنے تئیں یہ کام کرتا بھی ہے تو دوسرے اس کو بآسانی قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے ہیں۔ قیام پاکستان کے ستر سال (2017ء) کے بعد بھی اردو اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا کے مدیران اور ان کی تنظیمیں ایسے کسی مینول (دستورالعمل) کو وضع اور مرتب نہیں کر سکے ہیں کہ جس پر سب کا اتفاق ہو اور تمام اخبارات اور جرائد میں اس کے مطابق الفاظ کا یکساں املا لکھا اور رواج دیا جائے۔

اردو صحافت کے لیے دستورالعمل

اردو اخبارات اور جرائد کے لیے کوئی متفقہ مینول (دستورالعمل) مرتب کرنے کی ضرورت شاید اس لیے بھی محسوس نہیں کی گئی تھی کہ اردو ہماری قومی زبان ہے،لازمی مضمون کے طور پر ہر کوئی اردو پڑھتا ہے اور اس کو لازمی طور پر درست اردو لکھنا بھی آتی ہوگی لیکن یہ مفروضہ درست نہیں تھا۔ بالفرض اگر اس کو درست مان لیا جائے تو پھر جن لوگوں کی مادری زبان انگریزی تھی اور ہے، وہ درست انگریزی زبان بولتے اور لکھتے تھے تو ان کے صحافتی اداروں کو اپنے مینول مرتب کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کی سب سے بڑی وجہ یہی تھی کہ الفاظ کی لکھاوٹ میں یکسانیت برقرار رہے، ان کے املا اور ہجے میں بگاڑ پیدا نہ ہو اور اس طرح اخبار کا قاری یا کسی نشری خبرنامے کا سامع کسی الجھاؤ کا شکار نہ ہو اور اس کو خبر یا مضمون میں پنہاں پیغام کا درست ابلاغ ہو سکے۔ موثر ابلاغ کی یہ پہلی شرط ہے کہ پیغام کی زبان سلیس، رواں، واضح ہو۔ عبارت ادق ہو اور نہ اس میں کسی قسم کا ابہام یا گنجلک ہو۔ رشید حسن خاں کہتے ہیں:

> ”اچھی عبارت وہ ہے جس میں املا اور انشا کا کوئی عیب نہ ہو۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ املا سے متعلق قاعدوں کو ضروری تفصیل سے لکھا جائے“۔۳۔

ان کے نزدیک درست املا کا مطلب یہ ہے کہ لفظ کو بالکل اسی طرح لکھا گیا ہو، جس طرح لکھا جانا چاہیے۔ اردو کے طالب علموں کو لفظوں کا صحیح املا معلوم ہونا چاہیے۔ وہ املا کی تعریف یوں کرتے ہیں: ”املا لفظوں کی صحیح تصویر کھینچتا ہے“۔

ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری کا کہنا ہے:

> ”آج اردو کے رسم الخط کی جن خرابیوں اور املا کی جن بے اصولیوں کی نشان دہی کی جاتی ہے، ان کا تعلق کچھ آج کے دور سے نہیں، اس کی خرابیاں، اس کی اوائل عمری میں چشم نگراں سے محرومی اور دستِ تربیت کے عدم وجود کا نتیجہ ہیں“۔۴۔

ٹیلی ویژن چینلز کے اینکر حضرات اور سیاسی لیڈر سب سے زیادہ غضب لفظ "عوام" پر ڈھاتے ہیں۔ وہ اس کو مونث اور واحد بولتے ہیں۔ بعض اخبارات اس لفظ کو سرخیوں تک میں مونث اور واحد لکھ دیتے ہیں۔ روزنامہ جنگ نے اپنے ایک شمارے کی سپر لیڈ میں "عوام" کو مونث لکھا تھا اور ایک معروف اینکر اپنے ایک پروگرام میں "پاکستان کی عوام۔ ملک کی عوام" بولے جا رہے تھے حالانکہ یہ لفظ مذکر اور جمع ہے۔ یعنی "پاکستان کے عوام" درست ہوگا۔ املا کا ایک اور بڑا مسئلہ دو الفاظ کو اکٹھے یا جوڑ کر لکھنا ہے۔ املا کے اصول کے مطابق یہ درست نہیں۔ اس سے کمپیوٹر پر لفظ / الفاظ کی شکل خراب ہو جاتی ہے۔ اخبارات میں تو جگہ کا مسئلہ ہو سکتا ہے اور وہاں یہ خرابی عام ہو چکی ہے لیکن ویب سائٹس پر جگہ کا کوئی مسئلہ نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا "کے لیے" "کے خلاف" وغیرہ کو الگ الگ لکھا جانا چاہیے۔ گذشتہ کو زے سے گزشتہ لکھا جاتا ہے۔ روزنامہ جنگ اور بعض دوسرے اخبارات میں عرصے سے اس کو زے سے لکھا جا رہا ہے۔ یہ غلط ہے۔ اس کا مصدر گذشتن ذال سے ہے۔ درست ہجے "گذشتہ" ہے۔ اسی طرح "گذر" راستے کے معنی میں ذال سے ہے۔ گذر گاہ وغیرہ۔ گزر۔ زے سے وقت کے معنی میں آتا ہے۔ وقت گزارنا وغیرہ۔ جہاں تک شہروں یا ملکوں کے آخر میں الف اور ہ لکھنے کا تعلق ہے تو ان کے وہی ہجے لکھے جانے چاہییں جو مروج ہیں۔ مثلاً کولکتہ، بنگلہ دیش، اوکاڑہ، لاڑکانہ وغیرہ۔ ان شہروں کے اس املا کو قبول کر لیا گیا ہے اور یہی درست ہے مگر بعض اخبارات میں انھیں بھی الف سے لکھتا جاتا ہے اور وہ اس پر مُصر ہیں۔ عراق کے شہر فلوجہ کے حوالے سے ایک خبر میں اس کا نام "فلوجا" لکھا گیا تھا حالانکہ فلوجہ درست ہے۔ بنگلہ دیش میں "بنگلہ" درست ہے لیکن "جنگ" میں اس کو بنگلا لکھا جاتا ہے۔ یہ مکان کوٹھی والا بنگلا ہے۔ بنگلہ ملک اور زبان الف کے بجائے ہائے ہوز "ہ" سے ہے۔ ایسے الفاظ جن کا آخری حرف الف یا ہ کی آواز دیتا ہے تو ان کے لکھنے کا ایک اصول اور قاعدہ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ پنجابی، سنسکرت، ہندی، انگریزی اصل والے الفاظ کے آخر میں الف لکھا جائے گا۔ جیسے کیمرا، ڈاکا، دھماکا، پتا، پتا، پتا، تماشا، سمجھوتا وغیرہ۔ عربی اور فارسی سے اردو میں داخل ہونے والے الفاظ کے آخر میں ہ لکھا جائے گا۔

اس تحقیقی مقالے میں اردو صحافت میں موجود املا کے مسائل کے مستقل حل کے لیے بعض رہنما اصول تجویز کیے گئے ہیں۔ اس تحقیق میں اردو صحافت (سات اخبارات روزنامہ جنگ، نوائے وقت، خبریں، دنیا، ایکسپریس، امت اور اوصاف) میں املا کے مسائل اور قواعد کے اعتبار سے غلط عبارات کا جائزہ لیا گیا ہے اور تحقیقی مطالعے کی روشنی میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ کیوں غلط ہیں۔ اس تحقیق کے لیے ان سات اخبارات کے یکم دسمبر 2016ء کے شماروں کا خصوصی مطالعہ کیا گیا ہے۔

روزنامہ امت کراچی میں یکم دسمبر کو شائع ہونے والی شہ سرخی کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اخبار نے "جنرل باجوہ نے پالیسی میں تسلسل کا اشارہ دیدیا" کے عنوان سے اپنے صفحہ اول پر نمایاں خبر شائع کی ہے۵۔ اس خبر میں پاکستان آرمی کے نئے سربراہ جنرل قمر جاوید باجوہ کی

ایک روز قبل صحافیوں سے گفتگو اور پشاور اور راول پنڈی میں مصروفیات کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ خبر کا ذریعہ (کریڈٹ لائن) امت نیوز اور مانیٹرنگ ڈیسک ہے۔ اس کے کل الفاظ قریباً ۶۵۰ ہیں۔ خبر میں فوج کی انگریزی اصطلاحات آرمی چیف، فیلڈ فارمیشنز، آپریشنز، آپریشن، آپریشنل، سکیورٹی، ایف سی، ونگز، جی ایچ کیو، کور ہیڈ کوارٹرز، نیول ہیڈ کوارٹرز، پرنسپل اسٹاف آفیسرز، گارڈ آف آنر وغیرہ کو جوں کا توں استعمال کیا گیا ہے۔ ان میں سے بیشتر الفاظ اور تراکیب کے بہتر اور عام فہم اردو الفاظ موجود اور مستعمل ہیں۔ ان کی جگہ وہ لکھے جا سکتے تھے۔ آپریشن کے لیے اسی خبر میں ایک جگہ کارروائی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ آرمی چیف کی جگہ فوج کے سربراہ، آپریشنل کا متبادل حربی تیاری ہے، سکیورٹی کو سلامتی، نیول کو بحریہ، آفیسرز کو افسروں (تارید) گارڈ آف آنر کی جگہ فوجی دستے کی سلامی لکھا جا سکتا ہے۔ خبر کے ابتدائیے میں جو عبارت درج ہے، اس کی تفصیل میں بھی تین مرتبہ بعینہ تکرار کی گئی ہے۔ خبر میں فاٹا ۶، ایف سی ۷، جی ایچ کیو ۸ اس خبر میں انگریزی الفاظ کی آمیزش سمیت چھوٹی بڑی ۶۵ اغلاط ہیں۔ پوری خبر کے متن میں ان اغلاط کا تناسب یہ ہے: ۶۵÷22۵۰×۱۰۰=23۶÷۲36×۱۰۰=۱۰ فی صد۔

روزنامہ اوصاف نے عدالتِ عظمیٰ میں پاناما لیکس کے مقدمے کی سماعت کی خبر کو شہ سرخی کے طور پر شائع کیا ہے۔ ۱۶۲۰ الفاظ پر مشتمل اس طویل خبر کا ابتدائیہ کچھ یوں ہے: "اسلام آباد (نیوز رپورٹر) پانامہ گیٹس سے متعلق عدالت عظمیٰ میں سماعت کے دوران جسٹس اعجاز الحسن کا کہنا تھا کہ ضمنی جواب اور دونوں مواقع پر کی گئی تقاریر میں تضاد ہے، سماعت کے دوران نعیم بخاری اور ججز کے مابین اخباری حوالوں سے تکرار پر عدالت نے نعیم بخاری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر اخباری خبروں پر فیصلہ دیا تو آپ کے موکل کیلئے بھی پریشانی ہو سکتی ہے، عدالت نے کہا کہ فلیٹس اور شریف فیملی کا 2006 سے پہلے تعلق ثابت کریں پھر تمام بوجھ شریف خاندان پر ہو گا۔ عدالت نے سماعت 6 دسمبر تک ملتوی کر دی، آئندہ سماعت پر تحریک انصاف کے وکیل نعیم بخاری اپنے دلائل جاری رکھیں گے"۔۹؎

روزنامہ ایکسپریس نے بھی عدالتِ عظمیٰ میں پاناما لیکس کے مقدمے کی کارروائی کو نمایاں خبر کے طور پر شائع کیا ہے۔ "وزیر اعظم کی تقاریر اور تحریری جواب میں تضاد" ۱۰کی شہ سرخی کے ساتھ شائع ہونے والی اس خبر کے کل الفاظ کی تعداد: قریباً ۱۵۹۰ ہے۔ اس خبر میں بھی روزنامہ اوصاف کی طرح جج صاحب کی زبان سے ادا شدہ لفظ "بوجھ" لکھا گیا ہے اور اس کے بجائے بارِ ثبوت نہیں لکھا۔ خبر کی عبارت یہ ہے: "بوجھ شریف خاندان پر پڑ جائے گا"۔ خبر میں انگریزی الفاظ یا غلط املا یا خلاف قواعد لکھے گئے الفاظ کی تفصیل یہ ہے: آف شور کمپنی، دیئے، نیوزیر اعظم (پروف کی غلطی۔ یہ نے وزیر اعظم ہے) آبزرویشن، گزشتہ، ڈسکس، کیلئے (ایک سے زیادہ مرتبہ)، بی سی سی آئی، لئے، ملین، کئے، اسکے، پارلیمنٹ کے فلور، آرٹیکل، الثانی گروپ، الثانی خاندان، سیل ڈیڈ، دستخط آپس میں ملاپ نہیں کھاتے، دستخط میچ نہیں کر رہے، حماد بن جاسم، رسپانڈنٹس، کرپشن، رپورٹس، آپکے، کلائنٹ، انٹرویز، این ٹی این نمبر، بینی فیشل۔۱۱؎

اس طرح کی خبر میں کل ۵۶ اغلاط ہیں۔نسبت تناسب کے فارمولے کے مطابق کل الفاظ میں ان کی شرح یہ بنتی ہے:۵۶ 222 ۱۵۹۰ 235 ۱۰۰ 236 ۳ء۵۲ فی صد۔

روزنامہ جنگ نے بھی پاناما لیکس کیس کی عدالتِ عظمیٰ میں سماعت کی خبر کو شہ سرخی کے ساتھ شائع کیا ہے۔اس کی سرخی یہ تھی:"پاناما لیکس، سپریم کورٹ کے سنجیدہ سوال"۔ ۱۲یہ خبر اسلام آباد سے "جنگ رپورٹر، ایجنسیوں کے حوالے سے شائع کی گئی ہے مگر اس کے مندرجات اور روزنامہ ایکسپریس اور اوصاف میں شائع شدہ خبروں کے مندرجات میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔جو اغلاط ان اخبارات کی خبر میں موجود ہیں،وہی جنگ کی خبر میں موجود ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان سب کا لکھاری یا ماخذ ایک ہی ہے۔پاکستان کے کثیر الاشاعت اس روزنامے کی نمایاں خبر میں املا کی کچھ اضافی اغلاط بھی ہیں۔البتہ خبر کی تحریر میں روانی اور تسلسل ہے اور انداز مذکورہ اخباروں سے قدرے بہتر ہے۔اس کی اغلاط کی تفصیل یہ ہے:اس خبر کے کل الفاظ کی تعداد قریباً ۱۸۰۰ تھی اور املا اور دیگر اغلاط کی تعداد ۶۰ تھی۔ان کی شرح یہ بنتی ہے:۶۰ 222 ۱۸۰۰ 235 ۱۰۰ 236 ۳ء۳۳ فی صد۔

روزنامہ خبریں نے بھی عدالت عظمیٰ میں پاناما لیکس کیس کی سماعت کی خبر کو شہ سرخی کے ساتھ شائع کیا ہے۔اس نے اپنے کسی نمائندے یا رپورٹر کو اس خبر کا کریڈٹ نہیں دیا اور خبر رساں ایجنسی این این کے حوالے سے یہ خبر شائع کی ہے۔۱۳اس خبر میں بھی مذکورہ اخبارات میں شائع شدہ خبروں کی طرح وہی اغلاط موجود ہیں اور ان کو درست کرنے کی سعی نہیں کی گئی۔خبریں کی خبر میں تسلسل اور روانی کا بھی فقدان ہے اور اس میں بعض فاش اغلاط بھی ہیں۔اس خبر کے کل الفاظ کی تعداد:۹۲۴ اور ہر طرح کی اغلاط کی تعداد:۴۲ ہے۔ان غلطیوں کی شرح یہ ہے:۴۲ 222 ۹۲۴ 235 ۱۰۰ 236 ۴ء۵۴

غلط العوام

غلط العوام لفظ / الفاظ یا تراکیب کی ایسی غلطی جن کو عوام غلط لکھنا یا بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ان کو اہل زبان اور فصحا درست تسلیم نہیں کرتے ہیں۔غلط العوام لفظ غلط ہی رہتا ہے خواہ اس کو کوئی بھی لکھے یا بولے۔۵۳ جیسے اخبارات کے لکھاری اور ٹی وی اینکر حضرات اکثر آئے دن کو آئے روز، بے نیل مرام کو بے نیل و مرام، زندۂ جاوید کو زندہ و جاوید، چیخ پکار کو چیخ و پکار لکھتے اور بولتے ہیں۔

غلط العام

ایسا لفظ یا ترکیب جو روزمرہ اور قواعد کے اعتبار سے تو غلط ہو لیکن وہ عوام کی سطح پر اتنا عام ہو چکا ہو کہ اس کو قبول کر لیا گیا ہو اور اہل زبان، فصحا اور ناقدین نے درست مان لیا ہو۔ جیسے "فوق البھڑک لباس" قواعد کی رو سے بالکل غلط ترکیب ہے لیکن بعض اہل زبان اس کو درست مانتے اور لکھتے ہیں۔اسی طرح دوسری زبان کے بعض الفاظ کے اردو میں تلفظ کو بھی مختلف انداز میں ادا کیا جاتا ہے اور وہ الفاظ درست اور فصیح سمجھے جاتے ہیں۔

اخبارات میں اسامی (الف) کے بجائے آسامی (الف ممدودہ) سے لکھا جاتا ہے۔ جیسے اخبار کے دفتر میں کلرک کی کوئی اسامی خالی نہیں۔ ابو نعیم عبدالحکیم خان نشتر جالندھری لکھتے ہیں کہ " آسامی" ناواقف عوام کا تراشا ہوا لفظ ہے۔۱۴۔ کسی بات کے کھلم کھلا اظہار کے لیے عربی لفظ عَلَانیہ اردو میں بھی اسی طرح مستعمل ہے اور ع سے پہلے الف نہیں ہے۔ اس لیے الف کے بغیر علانیہ درست ہے اور اعلانیہ غلط ہے۔

اِزدِحام ایک عربی لفظ ہے اور اس کا صحیح املا" ا۔ ز۔ د۔ ح (حائے حُطی)۔ ا۔ م ہے لیکن اخبارات میں اس کو زائے فارسی یعنی ژ اور ہائے ہوّز سے لکھا جارہا ہے اور اس کا تلفظ اژدہام کیا جارہا ہے۔ مولانا حامد علی خان کے بہ قول:" ایسا لکھنے والوں نے یہ نہیں سوچا کہ ان دونوں لفظوں میں کوئی معنوی تعلق نہیں ہے اور یہ بھی نہیں سوچا کہ زائے فارسی یعنی ژ خالص فارسی لفظ ہے اور عربی میں قطعاً مستعمل نہیں بلکہ اہل عرب کے لیے اس حرف کا صحیح مخرج سے ادا کرنا بھی مشکل ہے۔ پھر" ژ" ایک عربی لفظ یعنی" دِحام" کے املا میں کیونکر شامل ہوسکتی ہے"۔۱۵۔

استفادہ کرنا یا استفادہ حاصل کرنا؟

استفادہ کرنا کا مطلب ہی فائدہ حاصل کرنا ہے۔ اس لیے تحریر یا تقریر میں استفادہ کے بعد حاصل کا اضافہ حشو کے زمرے میں آتا ہے اور یہ ایک فاش غلطی ہے۔ یہ اسی طرح کی غلطی ہے جیسے یہ کہا جائے: ماہِ رمضان کا مہینہ، آبِ زم زم کا پانی یا شبِ قدر کی رات۔ لیکن شمس الرحمان فاروقی اس کو درست مانتے ہیں۔۱۶۔

اہل کی جمع اہالی اور اہالیان اس کی جمع الجمع ہے۔ اس لیے اہالیان لاہور لکھنے کے بجائے اہلِ لاہور ہی کافی ہے۔ ":وزیر اعظم نے نئے آرمی چیف کی تقرری کردی"۔ یہاں تقرر کردیا ہونا چاہیے۔ وجہ: تقرر میں "ی" کا اضافہ غلط ہے۔ اسی تفعل کے وزن پر تنزل ہونا چاہیے کیونکہ تنزلی لفظ غلط ہے۔۱۷۔

اردو میں رھ، لھ، مھ، نھ، وھ، یھ میں بھی ہائے مخلوط کا اثر ملتا ہے اس لیے ذیل کے الفاظ کو ہائے مخلوط ہی سے لکھنا چاہیے: گیارھواں، بارھواں، سولھواں، کولھو، کلھڑ، تمھارا، کمھار، ننھا، ننھیال، کب، جب، سب، نیزان، جن، تم وغیرہ کے ساتھ جب 'ہی' ملا کر بولا جاتا ہے تو ہائے مخلوط کی آواز سنائی دیتی ہے۔ ایسے تمام لفظوں کو بھی ہائے مخلوط سے لکھنا مناسب ہے: ابھی، کبھی، جبھی، سبھی، تمھاری، انھیں، تمھیں، جنھیں۔۱۸

عربی زبان کے لفظ مُغوِی کا معنیٰ اغوا کرنے والا، گمراہ کرنے والا ہے مگر تمام اخبارات کی سرخیوں اور متن میں "مغوی" بمعنیٰ "یرغمال، اِغوا" لکھا جارہا ہے۔ یہ لفظ اسم فاعل ہے، مفعول نہیں۔ مغوی یعنی اغواکار۔ اخبارات اور ٹی وی چینلز کی خبروں میں اس کو غلط طور

پر مفعول کے معنی میں لکھا اور بولا جاتا ہے۔۱۹۔اس کے وزن کو سمجھنے کے لیے ایک لفظ کی مثال: مُغَنّیٰ گانے والا، مغنیہ گانے والی۔اسی طرح مغوی ہے یعنی اغوا کرنے والا۔اسی سے عربی زبان کا لفظ مُغَوّاۃ ہے۔یہ اس جگہ کو کہتے ہیں، جہاں راستہ بھول جائیں۔

اس ترکیب کو اخبارات میں غلط طور پر لا پروا لکھا جاتا ہے۔درست ترکیب بے پرواہے اور اسی بے پروائی ہے۔پرواہ تو سراسر غلط ہے۔وجہ اس کی یہ ہے کہ لا عربی کا لفظ ہے اور پروا فارسی کا ہے۔لہٰذا یہ ترکیب درست نہیں ہے۔۲۰۔

اخبارات، رسائل، جرائد اور کتب میں ایک مشہور محاورے کا غلط املا لکھا جاتا ہے اور وہ ہے ہامی بھرنا۔مگر اخبارات میں اس کو حامی بھرنا لکھا جارہا ہے۔۶۲ ہامی ہندی لفظ ہے۔اس سے مراد ہاں کہنا یا اقرار کرنا ہے۔ہامی کا درست املا ہاں کی طرح ہائے ہوّز سے ہے ۔لیکن اس میں بھی تصرف کیا جارہا ہے اور اس کو حائے حُطی سے لکھ کر عربی کا لفظ بنا دیا گیا ہے۔یعنی محاورے میں حامی بھرنا لکھا جارہا ہے۔عربی لفظ حامی سے مراد ہے "حمایت کرنے والا۔اس کا ہندی لفظ ہاں یا ہامی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

غیظ وغضب عربی کی اس ترکیب کو "غیض وغضب" لکھا جاتا ہے حالانکہ غیض اور غیظ کے معانی میں بہت فرق ہے۔غیض کا لفظ قرآن مجید میں دو مقامات پر استعمال ہوا ہے۔اس کا ایک معانی ناقص، ادھورا یا ناتمام بچہ ہے جو وقت سے پہلے پیدا ہو جائے۔دوسرا رحم یا پانی کا سکڑنا ہے اور غَیظ (غے ظ) کا معانی سخت غصہ، غصے کی تیزی اور قہر ہے۔اب غیظ وغضب کو غیض وغضب لکھنا تو سراسر جہالت ہے۔

کار گزاری اور کارروائی: کار کردگی غلط ہے اور کار گزاری درست۔۶۵۔لفظ کارروائی کا درست املا دو "ر" سے ہے۔

نقضِ امن :اخبارات میں اس لفظ کا سب سے زیادہ حلیہ بگاڑا جاتا ہے اور صحافی حضرات لاعلمی کی بنا پر اس کو نقصِ امن لکھتے ہیں۔ ۶۶ بعض اس غلط ترکیب کا تلفظ کرتے ہوئے ایک اور غضب ڈھاتے ہیں اور وہ اس کو فتح کے بجائے ضمہ سے بولتے ہیں یعنی نُقصِ امن۔جو سراسر غلط ہے۔نقص کا مطلب کمی، کوتاہی، کسر عیب، برائی ہے جبکہ نقض کا معانی توڑنا، بگاڑنا، درہم برہم کرنا ہے۔امن میں کمی کوتاہی نہیں کی جاتی بلکہ امن کو توڑا جاتا ہے۔اس درست ترکیب نقضِ امن ہے اور اس کو ضاد سے ہی لکھا جانا چاہیے۔

اسی طرح ناراضی، حیرانی اور درستی کی جگہ اخبارات میں ناراضگی، حیرانگی اور درستگی لکھا جارہا ہے۔قواعد کی رو سے ان الفاظ کا اس طرح املا لکھنا درست نہیں ہے۔فارسی کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ اگر اسم صفت کا آخری حرف ہ نہ ہو تو حاصل مصدر بنانے کے لیے اس کے آخر میں ی (یائے) لگاتے ہیں۔ناراض، حیران، محتاج، درست اور ادا وغیرہ جتنے اسمائے صفت "ہ" پر ختم نہیں ہوتے، ان کے حاصل مصدر یائے کے اضافے کے بعد ناراضی، حیرانی، محتاجی، درستی اور ادائی ہوں گے۔اگر کسی اسم صفت کا آخری حرف ہ ہو تو اس کو ہٹا دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ "گی" لگا کر اس کا حاصل مصدر بنالیا جاتا ہے۔مثلاً عمدہ سے عمدگی، شستہ، شستگی، مردانہ سے مردانگی، روانہ سے روانگی، زندہ سے زندگی، فرزانہ سے فرزانگی، سنجیدہ سے سنجیدگی۔

اخبارات میں کسی شخص کے انتقال کی خبر، اطلاع یا اشتہار میں اکثر فوتیدگی کا مضحکہ خیز لفظ لکھا ہوا ملتا ہے۔ کسی نے اول اول فوت سے حاصل مصدر فوتیدگی بنا لیا اور پھر یہ غلط چل نکلا۔ فوت کا حاصل مصدر وفات ہے۔ اس لیے کسی کے انتقال کی خبر میں فوتیدگی لکھنا سراسر غلط ہے۔ اردو کی ترقی اور فروغ کے لیے کام کرنے والے پاکستان اور بھارت کے اداروں اور شخصیات نے مرکب الفاظ کو الگ الگ لکھنے کی سفارش کر رکھی ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ خان نادر علی (۱۹۸۷ء)، اردو صحافت کی تاریخ، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس۔

۲۔ ندوی، مولانا سید سلمان (مرتبہ)، مقالات شبلی (جلد دوم)، اعظم گڑھ: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی۔

۳۔ خاں، رشید حسن (۲۰۱۵ء)، اردو املا، لاہور: زبیر بکس، اردو بازار

۴۔ خورشید، ڈاکٹر عبد السلام (۱۹۸۳ء)، داستان صحافت لاہور: مکتبہ کارواں، کچہری روڈ۔

۵۔ روزنامہ ''امت'' کراچی، جلد: ۲۱، شمارہ: ۱۰۷، یکم دسمبر ۲۰۱۶ء، ص: ۱

۶۔ وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقے

۷۔ فرنٹیئر کور

۸۔ جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی

۹۔ روزنامہ ''اوصاف'' اسلام آباد، جلد ۱۸، شمارہ ۳۵۶، یکم دسمبر ۲۰۱۶ء، ص: ۱

۱۰۔ روزنامہ ''ایکسپریس'' لاہور، جلد ۱۶، شمارہ ۲۷۳، یکم دسمبر ۲۰۱۶ء، ص: ۱

۱۱۔ ایضاً، ص: ۷

۱۲۔ روزنامہ ''جنگ'' راولپنڈی، جلد: ۵۸، شمارہ: ۳۳۱، یکم دسمبر ۲۰۱۶ء، ص: ۱

۱۳۔ روزنامہ ''خبریں'' لاہور، جلد: ۲۶، شمارہ: ۳۰، یکم دسمبر ۲۰۱۶ء، ص: ۱

۱۴۔ جالندھری، نشتر، نشتر ادب، ص: ۱۳

۱۵۔ طالب الہاشمی، اصلاح تلفظ واملا ص: 33

۱۶۔ فاروقی شمس الرحمان، لغات روزمرہ

۱۷۔ جالندھری، نشتر، نشتر ادب، ص: ۳۲

۱۸۔ خاں، رشید حسن، اردو املا، ص ص: ۳۳۲ تا ۳۳۴

۱۹۔ روزنامہ ''امت'' کراچی، جلد ۲۱، شمارہ ۱۰۷، یکم دسمبر ۲۰۱۶ء، ص: ۸

۲۰۔ روزنامہ ''خبریں'' لاہور، جلد: ۲۶، شمارہ: ۳۰، یکم دسمبر ۲۰۱۶ء، ادارتی صفحہ

☆☆☆☆☆